مولانا محمد علی صاحب جالندھری مرحوم

مولانا ہزاروی مدظلہ نے یہ تاثرات اپنے رفیق طریق مولانا جالندھری مرحوم کے بارہ میں ایڈیٹر الحق کی فرمائش پر دارالعلوم تشریف آوری کے موقع پر قلم برداشتہ تحریر فرمائے۔ (ادارہ)

قرآنی حقائق زمانے کے سینکڑوں دور گزرنے پر بھی الآن کما کان قائم ودائم رہتے ہیں۔ دنیوی زندگی کی بے ثباتی اور دار آخرت کے دوام وبقا پر آسمانی مذاہب متفق ہیں، اور اسی لئے رجالِ آخرت یعنی اللہ والے امور خیر اور اعلاء کلمۃ اللہ کی مساعی میں ممکن عجلت سے کام لیتے ہیں۔ جانے کا وقت اور اجل مسمّی کا علم اسی ذات واجب الوجود کو ہوتا ہے جو خالق کائنات اور ازلی علیم وخبیر ہے۔

ایک وقت تھا جب دنیا ابتداء سے انتہا کی طرف اور طفولیت سے شباب اور شباب سے کہولت اور پختگی کی طرف آرہی تھی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام سے کچھ عرصہ کے بعد ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ جو ملت ابراہیمی کی بنیاد تھے۔ پھر پے در پے انبیاء علیہم السلام کے آنے جانے کے بعد حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے اس پیغمبر آخر الزمان کا ظہور قدسی ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیشنگوئی کا مظہر تھے۔ اب روحانی مدارج کو کمال نصیب ہو گیا تھا ___ البتہ جسطرح شریعت مطہرہ اصول ومبادی بلکہ ضروریات کی تکمیل کے باوجود بہت سی باتوں کی تفاصیل محدثین ومجتہدین امت کے ہاتھوں پوری کرنی مقدر تھیں۔ اسی طرح باطنی روحانی اقدار کی تفاصیل اور مکمل ظہور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشاق ومتبعین یعنی اولیاء اللہ کے ہاتھوں ہونا تھا۔ بہرحال اصولی طور پر شرعی ظواہر وبواطن اور روحانیت کا کمال ہو چکا تھا۔ مادی اعتبار سے دنیا کو ابھی بہت سی منزلیں طے کرنی تھیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اور اپنی دور رس بصیرت سے تقارب اماکن کثرت بغنا (گانے بجانے کی کثرت) ملاحم (عظیم لڑائیوں) اور مادی غلبہ کی خاص خاص باتیں بتا

دی تھیں۔ اور ساتھ ہی دینی کمزوریوں اور وھن یعنی کراہیت موت وحب دنیا کی اطلاعات بھی دیدی تھیں۔

اس تمہید سے بخوبی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ تخلیق کائنات کے مقصد پورا ہوجانے کے بعد دنیا کی بساط الٹنے اور وسیع وعریض مخلوقات کو سمیٹنے کا کام شروع ہوجانا چاہیئے۔ اس صورت میں سوائے اس کے کہ ہر آنے والا دن زوال پذیر حالات کی خبر لائے اور کیا ہونا چاہیئے۔

چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نے نہ صرف نبوت کا دروازہ بند کردیا بلکہ آپ کے بعد جو جلیل القدر ہستی روپوش ہوئی ہے اسکی جگہ پر نہیں ہوسکی۔ آپ کے بعد آپ جیسا آنا تو ممکن ہی نہ تھا۔ صدیق کے بعد صدیق جیسا اور فاروق کے بعد فاروق جیسا پیدا نہ ہوا۔ خلفاء راشدین کے بعد خلافت راشدہ ناپید ہوگئی۔ کبار اولیاء اور حفاظ وآئمہ حدیث نیز مجتہدین کے بعد اہل عالم ان جیسے حضرات کی صحبت وفیضان سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئی۔ حتیٰ کہ شاہ ولی اللہ کے بعد ولی اللہ پیدا نہ ہوئے۔ نہ شیخ الہند کے بعد کوئی دوسرا محمود الحسن دیوبندی پیدا ہوا۔ نہ شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ کو پھر کسی نے دیکھا نہ علامہ انور شاہ کی نظیر مل سکی۔ نہ حضرت عثمانیؒ آئے نہ حکیم الامت تھانویؒ۔ نہ مفتی کفایت اللہؒ اور نہ حضرت لاہوریؒ۔ غرضیکہ جو گیا ان جیسا پھر نہیں آیا۔ وہ مقام خالی ہی رہا۔ چند سالوں میں ہمارے اور اکابر علماء و اولیاء ہم سے جدا ہوئے مگر اب ان جیسوں کے لئے آنکھیں ترستی ہی رہتی ہیں۔ امیر شریعت بخاریؒ اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کی وفات کو ابھی دنیا یاد ہی کر رہی تھی۔ کہ ان کی آخری نشانی حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری کی وفات حسرت آیات کی خبر وحشت اثر سے دلوں پہ بجلی جیسی گر ہی۔

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ ان بزرگانِ دین میں سے تھے جنہوں نے باوجود صاحب جائداد ہونے کے کبھی فخر ومباہات اور ظاہری ٹھاٹھ باٹھ کو پسند نہیں کیا۔ نہ کسی وقت تواضع وانکسار اور دین دوستی کے جذبات کے تقاضوں کے خلاف کیا۔ دینی شعائر کی پابندی کے ساتھ سارا وقت تبلیغ دین میں خرچ کیا۔ انہام وتفہیم کا جو ملکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مرحمت فرمایا تھا پچھلی صدی میں اسکی مثال مشکل سے ملے گی۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی تقریر کے موقعہ پہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی کام پر مقرر فرمایا ہے۔ آپ نے مسئلہ ختم نبوت اور کلیدی اسامیوں پر ملحدین ومرتدین کے تقرر کے خلاف جو مدلل تقریر فرمائی وہ انہی کا حصہ تھی۔ مجھے یاد ہے کہ جب دار الکفر ربوہ کے پاس قصبہ لالیاں میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی

اس میں حضرت مولانا مرحوم نے جو فاضلانہ تقریر کرتے ہوئے مسئلہ حیاتِ مسیح علیہ السلام پر دلائل پیش کر کے ان کے جواب کا مطالبہ امتِ مرزائیہ سے کیا۔ آج تک اس کا جواب امتِ مرزائیہ نہیں دے سکی۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے اپنے پیش رو حضرت امیرِ شریعت بخاریؒ کے مشن کو پوری طرح نبھایا۔ آپ نے سارے پاکستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں قائم فرمائیں۔ ختم نبوت کا قیمتی اور بہترین دفتر تعمیر کر کے ملتان میں یادگار چھوڑ گئے۔ ختم نبوت کا فنڈ بنایا۔ کتوں کے بھونکنے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انتہائی دیانتداری سے مسئلہ ختم نبوت کی خدمت کی اور بلا معاوضہ (بلا تنخواہ) خدمت کرتے ہوئے مبلغین کی ایک بڑی تعداد تیار کر کے اپنے مالک سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولاناؒ کی حقیقت شناسی اور وفاداری کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے وقت جب کہ ہزاروں مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا اور جیلوں میں گئے۔ اس سے قبل انہوں نے فیصلہ کیا کہ مبلغین مسئلہ نبوت کے لئے کام لیکر کریں۔ یہ زیادہ اطمینان بخش اور حقیقی صورتِ خدمت ہو سکتی ہے۔ اس سکیم کو تقریباً سب نے منظور کیا۔ لیکن میں اپنے ایک عہد کی وجہ سے انکار کرتا رہا۔ آخر کار حضرت مولانا نے مجھے منوالیا۔ اور شاید ڈیڑھ سو روپے ماہوار گذارہ مقرر کر کے اس کام پر لگایا۔ مگر خدا کی شان کہ جلدی ہی تحریک ختم نبوت شروع ہو گئی۔ حضرت مولانا نے مجھے حکم دیا کہ گرفتاری دینا دفتر میں رہنا ضروری ہے —— (دفتر ہی کا روبار کرنا ہے) پھر ہمارے قیمتی نوجوان عالمِ ربانی حافظ حمید اللہ صاحب فرزند حضرت قطب ربانی مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ نے عین موقع پر دہلی دروازے سے باہر گرفتاری سے روک کر روپوش ہونے پر مجبور کر دیا۔ بہرحال جب تحریک گذر گئی اور اکابر علماء جیلوں سے باہر آگئے حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ان بیسیوں مبلغین کو پورے سال کی تنخواہیں ادا فرمادیں جو سال انہوں نے جیل میں گذارا تھا۔ اس سلسلہ میں مجھے بھی لکھا مگر میں نے جواب دیا کہ میں اپنے کو اسکا مستحق نہیں سمجھتا۔ جب کام نہیں کیا تو تنخواہ کیسی۔ پھر کام بھی اپنا فرض ہے۔ مولانا نے اٹھارہ سو روپے کی بجائے میری رضامندی سے شاید دو سو روپے میرے نام بھیجدئے۔ لیکن ہمیشہ میرے اس انکار کا ان کے قلبِ مبارک پر اثر تھا، اور کسی وقت بھی وہ مجھ پر بدگمانی کرتے دیکھتے تو جواب دیکر تردید کرتے —— اس سلسلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض لیڈروں

نے اس تحریک میں تھوڑی بہت خدمت کی انہوں نے مولانا سے آٹھ دس ہزار روپیہ وصول کیا۔ بہرحال حضرت مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے ان گنت خوبیاں عطا فرمائی تھیں جنکو ساتھ لے جاکر وہ ہم سے جدا ہو گئے۔ اب جنت ہی میں انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات ہو گی۔

مجلس احرار اسلام کانگرس سے بعض خصوصی مسائل کی وجہ سے علیحدہ ہو گئی اور باوجود جنگ آزادی کی حمایت کرنے کے تمام دینی تحفظات کے لئے سر بکف میدان میں کھڑی رہی۔ اسکی روح امیر شریعتؒ تھے۔ دماغ چوہدری افضل حق اور امیر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی تھے۔ اس اسلامی فوج کا میمنہ وغیرہ شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری تھے۔ ان حضرات نے اپنے گرد پنجاب، سرحد، سندھ اور یوپی کے مخلص کارکنوں کا جتھہ جمع کر رکھا تھا۔

یہ جماعت وقت پر اپنا فرض ادا کر گئی۔ اور ان کے وصال سے احرار کا بڑا قافلہ سفر ختم کر کے اللہ کو پیارا ہو گیا۔ ان حضرات نے دوسرا قافلہ تیار کیا تھا جس میں قاسی احسان احمد صاحب شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی صاحب مرحوم پیش پیش تھے۔ احقر بھی بعض دوسرے دوستوں کی طرح اس کاروان کے خادموں میں سے تھا ــــ اور الحمد للہ تعالیٰ کہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت لاہوریؒ، حضرت امیر شریعتؒ کے مشن کو حتی الامکان پورا کرنے کی سعی کرتے رہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی وفات نے جو خلا پیدا کیا ہے، وہ حسب بیان سابق پُر ہونا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جنت الفردوس نصیب کرے، ان کے جانشینوں کو استقامت بخشے اور ہمیں اسی راہ پر سے چلے۔ ربِ توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین۔ آمین۔

اچھا اخبار وہی ہے جس میں چھپنے والی ہر سطر پر آپ پوری طرح بھروسہ کر سکیں

روزنامہ **وفاق** لاہور

ایڈیٹر مصطفیٰ صادق

نیکی کا ہمنوا اور بدی کے خلاف قلمی یلغار
کا داعی ہے

آپ ــــ سب ــــ وفاق ــــ کا ــــ مطالعہ ــــ فرمائیے

جنرل مینجر روزنامہ وفاق - ۱۴ میکلوڈ روڈ - لاہور